بشریت انبیاء و رسلؑ ـــــ قرآنی موقف و دلائل

ڈاکٹر شبیر احمد منصوری☆

انسان اپنے حواس اور عقل و فہم سے چیزوں کو دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ عالم محسوس میں علم اور اخذ نتائج کے لئے یقیناً ان کی ایک اہمیت رہی ہے۔ سمع، بصر اور فواد اطلاع اور استفادے کے لئے اللہ رب العزت کا بیش قیمت عطیہ ہیں۔ لیکن حواس و عقل کی فراہم کردہ معلومات اور ان کے نتائج بسااوقات حتمی اور یقینی نہیں ہوتے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ انسان اکثر اپنے مفادات اور ماحول سے متاثر ہو کر دیکھتا اور سوچتا ہے۔ انسان فکر و عمل کی قدرے آزادی کے ساتھ طبعاً تقلید پسند بھی واقع ہوا ہے۔ تقلید اس کی سرشت کا حصہ ہے۔ شب و روز کی عمومی زندگی میں اس کو اس کی ضرورت بھی ہے۔ لہٰذا وہ اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ لیکن بسااوقات تقلید اعمیٰ کی وجہ سے وہ حق و صداقت کو پس پشت ڈال دیتا ہے اور وہ آباء و اجداد کی پیروی کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ راہ ہدایت پر گامزن ہونا اور فکر و عمل میں کسی مثالی کردار کی تقلید انسان کی اپنی ضرورت تھی ـــــ چنانچہ انسان کو اضطراب قلب، فکری انتشار اور گمراہی سے بچانے کے لئے وحی نازل فرمائی اور انسانوں ہی میں سے رسول مبعوث فرمائے۔ تاکہ انسانی زندگی اوہام و خیالات کے بجائے ایک درست اور پختہ عقیدے پر استوار ہو سکے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں انبیاء کرام علیہم السلام کے مثالی کردار اور پاکیزہ نقوش سیرت کی پیروی کرتے ہوئے دنیا و آخرت کی فلاح اور مقام سعادت حاصل کر سکے۔

رب کائنات کی طرف سے انسانی رہنمائی اور اس کے فکر و عمل کی اصلاح کے لئے ہمیشہ انبیاء کرام کی بعثت کی صورت میں نہایت فطری موزوں اور مناسب بندوبست ہوتا رہا۔ لیکن مقام حیرت

☆ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

ہے کہ تقلید کے خوگر انسان نے ایسے کسی مثالی کردار کے حامل "اسوۂ حسنہ" کی تقلید اور پیروی کرنے کی بجائے انکار و انحراف سے کام لیا۔ آباء واجداد کی گمراہ روش کو اپنا دین اور عقیدہ بنایا جبکہ انبیاء کرام کی صائبِ فکر اور روشن کردار پر "بشریت" کا اعتراض کر کے فلاحِ دارین اور حقیقی سعادت سے محروم ہو گیا۔

نبوت کے مافوق البشر ہونے کا تصور

منکرینِ نبوت کے لئے یہ بات باعثِ حیرت تھی کہ اللہ کے نبی کھاتے اور پیتے ہیں، سوتے اور جاگتے بھی ہیں، کاروبارِ زندگی کے لئے بازاروں میں بھی چلتے ہیں۔

ان اعتراضات کا مقصود یہ تھا کہ نبی تو کوئی مافوق البشر ہستی ہونی چاہیے۔ جو ان انسانی حوائج اور ضرورتوں سے بے نیاز ہو۔ نبوت کا انکار کرنے والوں کے اس تصور نبوت اور اعتراض کے باوجود اللہ کے نبیوں اور رسولوں نے کبھی اپنی بشریت کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ اپنا تعارف پیش کرتے ہوئے اس بات کا اعتراف و اعلان کرتے رہے کہ --------﴿اِن نحن الا بشر مثلکم﴾ (۱) بلاشبہ ہم تمہاری طرح انسان ہیں۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو مشرکین و کفار نے سابقہ گمراہ قوموں کی طرح کے اعتراضات دوہرائے۔ ان کا ایک اہم اعتراض یہ تھا کہ خدا نے رسول ہم جیسے انسان کے بجائے کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیج دیا؟

معروف سیرت نگار اور متکلم شبلی نعمانی انسان کے اسی ذہنی اشکال کے بارے میں لکھتے ہیں :

"توحید کے بعد نبوت کا درجہ ہے اس کے متعلق تمام دنیا میں ایک عالمگیر غلطی پھیلی ہوئی تھی۔ ہر فرقہ اور ہر گروہ یہ سمجھتا تھا کہ انبیاء کرام انسان کے درجہ سے بالاتر ہوتے ہیں۔ یہی خیال تھا جس نے رام کرشن، زرتشت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عین خدا یا کم از کم مظہرِ خدا بنا دیا تھا۔ اسلام نے نہایت زور و شور، نہایت آزادی، نہایت دلیری اور سختی سے صاف بتا دیا کہ انبیاء کرام بشریت کے دائرے سے ایک ذرہ باہر نہیں ہیں"۔

دنیا میں جتنے مذہب گزرے ہیں سب نے خدائی اور نبوت کے ڈانڈے ملا دیئے تھے یا کم از کم قریب کر دیئے تھے۔ صرف اسلام کو یہ عزت حاصل ہے کہ اس نے دونوں کی حد بالکل جدا

کردی ---- ہم مسلمان آنحضرتؐ کو تمام انبیاء سے بزرگ اور افضل مانتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ سیدنا ابراہیم کو خلیل اللہ، سیدنا موسیٰ کو کلیم اللہ اور سیدنا عیسیٰ کو روح اللہ کہتے ہیں ------ آنحضرتؐ کو صرف رسول اللہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں بلکہ نمازوں میں یہ شہادت دیتے ہیں کہ "اشهد ان محمدا عبده و رسوله ------" محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (۲)

مختصر سے یہ الفاظ و کلمات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا صحیح اظہار ہیں۔ عبدیت اور رسالت کی صورت میں بلند ترین شرفِ انسانیت آپؐ کا تعارف اور اعزاز ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اول تا آخر تمام انبیاء کرام علیہ السلام اولاد آدم ہی کے افراد تھے۔ بندگی رب کی دعوت دینے والوں کے شایانِ شان اور انسانی آبادی کے لئے موزوں اور مناسب بات بھی یہی تھی کہ نمونہء عمل شخصیت اور مثالی کردار کوئی انسان ہی ہو۔

انسانی ہدایت ورہنمائی کے لئے اس عادلانہ اور فطری بندوبست پر توجہ دینے اور قبول کرنے کے بجائے لوگ عام طور پر اعتراض اور انکار کی طرف مائل ہوئے اور عجائبات کی دنیا سے کسی انوکھے اور غیر فطری انتظام کے تقاضے اور تلاش میں رہے۔

بشریت انبیاء پر اعتراضات

قرآن مجید اس صورت حال کو یوں بیان کرتا ہے :

﴿وما منع الناس أ ن يؤمنوا إذجآء هم الهدیٰ إلا أن قالوا أبعث الله بشرا رسولا﴾ (۳)

لوگوں کے سامنے جب کبھی ہدایت آئی تو اس پر ایمان لانے سے ان کو کسی چیز نے نہیں روکا مگر ان کے اس قول نے کہ "کیا اللہ نے بشر کو پیغمبر بنا کر بھیج دیا"؟

قرآن مجید نے مختلف مواقع پر ایسے ہی اور اعتراضات کی خبر دی ہے ------------

﴿اکان للناس عجباً أن اوحینا الی رجل منهم ان أنذرالناس﴾(۴)

"کیا لوگوں کے لئے یہ ایک عجب بات ہو گئی کہ ہم نے خود انہی میں سے ایک آدمی پر وحی بھیجی کہ (غفلت میں پڑے ہوئے) لوگوں کو چونکا دے"۔

﴿ذالک بأنه کانت تأتیهم رسلهم با لبینات فقالو ا أبشر یهدوننا﴾(۵)

"اس انجام کے مستحق وہ اس لئے ہوئے کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی کھلی دلیلیں اور نشانیاں لے کر آتے رہے مگر انہوں نے کہا کیا انسان ہمیں ہدایت دیں گے ؟

فرعون اور اس کے سرداروں نے بھی یہی اعتراض پیش کیا۔

﴿أنؤمن لبشرین مثلنا و قومهما لنا عٰبدون﴾(۶)

کہنے لگے کہ "کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور آدمی بھی وہ جن کی قوم ہماری بندی ہے"۔

کچھ ایسا ہی دیگر امتوں نے اپنے اپنے رسولوں پر اعتراض کرتے ہوئے کہا :

﴿إن انتم الا بشر مثلنا تریدون أن تصدونا عما کان یعبد آباء نا﴾(۷)

انہوں نے جواب دیا "تم کچھ نہیں ہو مگر ویسے ہی انسان جیسے ہم ہیں تم ہمیں ان ہستیوں کی بندگی سے روکنا چاہتے ہو جن کی بندگی باپ دادا سے ہوتی چلی آرہی ہے"۔

انبیاء کرام کی بشریت کی حکمت

انبیاء ورسل انسانیت کے حقیقی اور بلند ترین نمونے ہوتے ہیں۔ وہ مثالی افکار سے عبارت تجریدی ہستیاں نہیں بلکہ مکارم اخلاق اور فضائل اعمال کی مظہر زندہ شخصیات ہوتی ہیں۔ ان کا تعلق کسی مافوق الفطرت مخلوق سے نہیں بلکہ گوشت پوست کے انسانوں سے ہوتا ہے۔ قرآن اس خیال کی بڑے زور سے تردید کرتا ہے کہ انسانوں کے لئے رسول کوئی غیر انسان ہونا چاہیے اس کے برعکس وہ رسالت کا جو مفہوم ہمارے دل ودماغ میں اتارتا ہے وہ یہ ہے کہ انبیاء نہ خدا ہوتے ہیں، نہ خدائی میں شریک ہستیاں اور نہ خدا کی اولاد بلکہ وہ بھی بلحاظ تخلیق عام انسانوں جیسے انسان ہی ہوتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ وحی نازل کرتا ہے تاکہ وہ بندوں تک اس کا پیغام پہنچادیں۔ (۸)

اس حقیقت کو قرآن مجید یوں بیان کرتا ہے :

﴿قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلکم﴾(۹)

پروفیسر خورشید احمد بشریت کی حکمت کے بارے میں لکھتے ہیں :

"اگرچہ انبیاء کرام علیہم السلام باطن اور معنویت میں عام انسانوں سے بہت بلند تھے لیکن

اس کے باوجود وہ سب انسان ہی تھے ،نہ وہ فرشتوں کے گروہ تھے اور نہ جنوں سے۔اسلام کے نزدیک یہ عقیدہ بھی غلط ہے کہ خدا یا اس کا بیٹا یا اس کا کوئی اوتار انسانی شکل میں آکر الہامی ہدایت پہنچائے۔دراصل انبیاء میں الوہیت کا ادنیٰ سا شائبہ بھی تسلیم کر لینے کے بعد توحید و نبوت کی حیثیتیں مشتبہ ہو جاتی ہیں"۔ (۱۰)

یہی وجہ ہے کہ ہر نبی نے ہمیشہ اس بات کا اعلان کیا کہ

﴿قل انما أنا بشر مثلكم يوحٰى الى انما الهكم اله واحد﴾(۱۱)

"اے نبی کہو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے"۔

انسانوں کے لئے انہی میں سے رسولوں کی بعثت پر اعتراض ایک غیر فطری اعتراض تھا۔ عقل و فہم اگر درست کام کر رہے ہوں تو یہ بات سمجھنا کچھ مشکل نہیں رہتی کہ یہ اعتراض دراصل اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کی فرمانروائی کا انکار تھا اور اسی مطالبے کے پیچھے یہ جذبہ کار فرما نہیں تھا کہ اگر فرشتے منصب نبوت پر فائز ہوتے اللہ کا پیغام لے کر آتے تو وہ دینِ حق کو تسلیم کر لیتے اور وحی الٰہی کو مان لیتے اس کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے۔

قرآن مجید کا حکیمانہ جواب

قرآن مجید مشرکین و کفار مکہ کی بشریت کے حوالے سے اس اعتراض پر اور کارِ نبوت کی انجام دہی کے لئے کسی فرشتے کی بعثت کی خواہش پر نہایت خوبصورت جواب دیتا ہے۔

﴿قل لو كان فى الا رض ملئكة يمشون مطمئنين لنزلنا عليهم من السماء ملكا رسولا﴾(۱۲)

"ان سے کہو کہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چل پھر رہے ہوتے تو ہم ضرور آسمان سے کسی فرشتے ہی کو ان کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجتے۔

پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں :

"یہ درحقیقت بڑا ہی حکیمانہ جواب ہے۔اس لئے کہ پیغمبروں کا کام محض یہ نہیں ہے کہ نعوذباللہ ڈاکیے کی طرح اللہ کی کتاب پہنچادیں۔بلکہ ان کے کاموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنی

زندگی کو ہدایت الٰہی کا مظہر بنا کے دکھادیں اور دنیا کے سامنے مثال اور نمونہ بن کر پیش ہوں۔ اگر فرشتوں یا کسی اور مخلوق کو پیغمبر بنا کر بھیجا جاتا تو اگرچہ وہ خدا کا پیغام تو پہنچا دیتے لیکن فرشتہ ہوتے ہوئے آخر وہ ان احکام پر کیسے عمل کرپاتے جن کا تعلق خاص بشری جذبات و داعیات اور مخصوص انسانی مسائل سے ہے اور جب وہ شریعت کے ایک بڑے حصے پر عمل ہی نہ کرپاتے تو اپنے پیروؤں کے لئے اچھا نمونہ کیسے ثابت ہوتے ؟ اسلئے کہ انسان اقتدا اور تقلید اسی کی کرسکتا ہے جو اپنی طبیعت اور قوت و اختیار کے اعتبار سے اسی جیسا ہو"۔ (۱۳)

مصر کے معروف مفسر قرآن احمد مصطفےٰ المراغی لکھتے ہیں :

"اگر کرۂ ارض پر انسانوں کی طرح فرشتے چلتے پھرتے ہوتے اور ان کا قیام یہاں ہوتا تو ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اور واجبات کی تعلیم کے لئے فرشتے نازل کئے جاتے۔ لیکن ایسا اس لئے نہ کیا گیا۔۔۔ کہ فرشتوں کا مزاج انسانی معاشرے کے لئے موزوں مناسب اور ہم آہنگ نہیں ہوتا۔ لہٰذا دونوں گروہوں کے مختلف الجنس ہونے کے سبب باہم تخاطب اور تفاہم آسان نہ ہوتا۔ اس لئے فرشتوں کے بجائے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے اپنے مقرب اور خاص بندے بھیجے جنہیں اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ نفوس بخشے اور ارواح قدسیہ سے ان کی تائید فرمائی۔ ایک طرف ان میں ایسی ملکیت و روحانیت رکھی کہ وہ ملائکہ سے اخذ و استفادہ کرسکیں دوسرا پہلو ان میں بشریت کا ایسا ہے کہ وہ بندگان رب تک اس کا پیغام پہنچا سکیں۔ اگر اللہ تعالیٰ منصب رسالت اور کار نبوت پر فرشتے مقرر فرماتا تو نہ انسانوں کا ان سے تخاطب ممکن ہوتا اور نہ ہی وہ ان کی کوئی بات سمجھ پاتے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ رسول بشر ہی ہوں تاکہ وہ فریضۂ رسالت و نبوت ادا کرسکیں"۔ (۱۴)

اگر رسالت اور نبوت کی ذمہ داری کسی فرشتے کو سپرد کی جاتی تو انسان کی مشکل اور تردد بڑھ جاتا جس کی نشاندہی قرآن مجید یوں کرتا ہے۔

﴿ولو جعلناہ ملکاً لجعلناہ رجلا و للبسنا علیھم ما یلبسون﴾(۱۵)

"اگر ہم فرشتے کو اتارتے تب بھی اسے انسانی شکل ہی میں اتارتے اور اس طرح انہیں اس شبہ میں مبتلا کردیتے جس میں اب یہ مبتلا ہیں"۔

ریہ بات ثابت شدہ ہے کہ حضرت جبرئیل امین متعدد بار انسانی (دِحیہ کلبی) کی شکل میں آئے۔ اسلام

ایمان، احسان اور قیامت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوالات دریافت فرمائے اور واپس چلے گئے۔ لوگوں نے اسے دور سے آنے والا کوئی اعرابی مسافر سمجھا وہ بالکل نہ سمجھ سکے کہ سائل کون تھا۔ وہ جب واپس چلا گیا تو حضورؐ نے لوگوں کو خبر دی کہ یہ جبرئیلِ امین تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں ہی میں سے رسالت و نبوت کے سلسلے کو ایک احسان قرار دیا ہے۔ فرمایا:

﴿لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم﴾(۱۶)

"درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک رسول بھیجا"۔

﴿لقد جاء كم رسول من انفسكم﴾(۱۷)

"تم لوگوں کے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو خود تمہیں میں سے ہے"۔

﴿كما ارسلنا فيكم رسولا منكم يتلوا عليكم ايتنا و يزكيكم و يعلمكم الكتاب والحكمة ويعلمكم مالم تكونوا تعلمون﴾(۱۸)

"ہم نے تمہارے درمیان خود تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیات سناتا ہے تمہاری زندگیوں کو سنوارتا ہے تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے"۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نبوت و بشریت کے عنوان سے نظریہ جاہلیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہر زمانے کے جاہل لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں کہ بشر کبھی پیغمبر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جب کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہ دیکھ کر کہ وہ کھاتا ہے، پیتا ہے، بیوی بچے رکھتا ہے، گوشت پوست کا بنا ہوا ہے فیصلہ کر دیا کہ یہ پیغمبر نہیں ہے کیونکہ بشر ہے اور جب وہ گزر گیا تو ایک مدت کے بعد اس کے عقیدت مندوں میں ایسے لوگ پیدا ہونے شروع ہو گئے جو کہنے لگے کہ وہ بشر نہیں تھا کیونکہ وہ پیغمبر تھا چنانچہ کسی نے اسے خدا بنایا کسی نے اسے خدا کا بیٹا اور کسی نے کہا کہ ا اس میں حلول کر گیا تھا۔ غرض بشریت اور پیغمبری کا ایک ذات میں جمع ہونا جاہلوں کے لئے ہمیشہ ایک معم بنا رہا۔ پیغمبر کا کام صرف اتنا نہیں ہے کہ آکر پیغام سنادے بلکہ اس کا کام یہ بھی ہے کہ اس پیغام کے مطابق انس ندگی

کی اصلاح کرے۔ اسے انسانی احوال پر اسی پیغام کے اصولوں کا انطباق کرنا ہوتا ہے۔ اسے خود اپنی زندگی میں ان اصولوں کا عملی مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔ یہ سارے کام جبکہ انسانوں ہی میں کرنے کے ہیں تو ان کے لئے انسان نہیں تو اور کون بھیجا جاتا ؟ فرشتہ تو زیادہ سے زیادہ یہ کرتا کہ آتا اور پیغام پہنچا کر چلا جاتا۔ انسانوں میں انسان کی طرح رہ کر انسان کے لئے کام کرنا اور پھر انسانی زندگی میں منشائے الٰہی کے مطابق اصلاح کر کے دکھا دینا کسی فرشتے کے بس کا کام نہ تھا۔ اس کے لئے تو ایک انسان ہی موزوں ہو سکتا تھا"۔(۱۹)

آدم علیہ السلام، ھود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور ھارون علیہ السلام تمام انبیاء کرام انسان ہی تھے۔ انکار نبوت کی دلیل اور قدیم جاہلانہ تصور یہی تھا کہ بشر رسول نہیں ہو سکتا اور رسول بشر نہیں ہو سکتا۔

حضرت محمدؐ کی نبوت پر بشریت کا اعتراض

ختم المرسلین حضرت محمد ﷺ کی بعثت پر بھی منکرین رسالت اسی طرح کی جہالت اور حیرت کا اظہار کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان کا اعتراض تھا کہ

﴿و قالوا مال هذالرسول يأكل الطعام و يمشى فى الاسواق لولا انزل اليه ملك فيكون معه نذيرا﴾(۲۰)

"کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے ؟ کیوں نہ اس کے پاس کوئی فرشتہ بھیجا گیا اور اس کے ساتھ رہتا اور نہ ماننے والوں کو دھمکاتا"۔

کھانا پینا اور کاروبار زندگی میں حصہ لینا تو انسانوں کا کام ہوا کرتا ہے نبوت کے بارے میں ان کی ذہنی اختراع اور من گھڑت تصور یہ تھا کہ اسے بشری ضرورتوں سے پاک اور انسانی احوال سے بلند تر اور ماوراء ہونا چاہیئے۔

حضرت محمد ﷺ کو رسالت کا انکار کرتے ہوئے بھی ان کی ایک بڑی دلیل آپ کی بشریت ہی ہے قرآن مجید اسے یوں بیان کرتا ہے :

﴿و اسروا النجوى الذين ظلموا هل هذا الا بشر مثلكم أفتأتون السحر و أنتم تبصرون﴾(۲۱)

"اور یہ ظالم لوگ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ شخص (یعنی محمد ﷺ) تم جیسے ایک بشر کے سوا آخر اور کیا ہیں پھر تم آنکھوں دیکھتے اسی جادو کا شکار ہو جاؤ گے"۔

قرآن مجید رسول ﷺ کی بشریت پر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے :

﴿ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لهم ازواجاً و ذرية﴾(۲۲)

"اور اے نبیؐ تم سے پہلے بھی ہم بہت رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی اور بچوں والا ہی بنایا تھا"۔

صاحب تفہیم القرآن لکھتے ہیں :

"یہ ایک اعتراض کا جواب ہے جو نبی اکرمؐ پر کیا جاتا تھا وہ کہتے تھے کہ یہ اچھا نبی ہے جو بیوی اور بچے رکھتا ہے۔ بھلا پیغمبروں کو بھی خواہش نفس سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے"۔

رسول اکرم ﷺ کی بشریت پر کفار مکہ کے اعتراض کے جواب میں ایک اور موقع پر یہ فرمایا کہ آپ سے پہلے بھی جو رسول بھیجے گئے وہ انسان ہی تھے اور کھانے پینے سے بے نیاز نہیں تھے۔۔۔ فرمایا

﴿وماارسلناقبلک من المرسلين الا انهم ليأكلون الطعام ويمشون فى الاسواق وجعلنا بعضكم لبعض فتنة ، أتصبرون وكان ربک بصيرا﴾(۲۳)

"تم سے پہلے اے محمد جو ہم نے رسول بھیجے تھے وہ سب بھی کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے لوگ ہی تھے۔ دراصل ہم نے تم لوگوں کو ایک دوسرے کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ کیا تم صبر کرتے ہو؟ تمہارا رب سب کچھ دیکھتا ہے"۔

کفار کی مغالطہ آرائی کے جواب میں سابقہ انبیاء کرام جن کو یہ لوگ جانتے ہیں اور لائق احترام مانتے ہیں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا :

﴿وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحى اليهم فسئلوا اهل الذكران كنتم لا تعلمون ۔ وما جعلنا هم جسدًا لا يأكلون الطعام وماكانوا خٰلدين﴾(۲۴)

"اور اے محمد ﷺ تم سے پہلے بھی ہم نے انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا۔ جن پر ہم وحی کیا کرتے تھے تم لوگ اگر علم نہیں رکھتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو۔ ان رسولوں کو ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں اور نہ وہ سدا جینے والے تھے"۔

کفار مکہ حضرت نوحؑ ، حضرت ابراہیمؑ ، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت موسیٰؑ اور بہت سے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام سے صرف واقف تھے بلکہ ان کی رسالت کو بھی تسلیم کرتے تھے اس لئے یہ فرمایا گیا ہے کہ محمد ﷺ کے سلسلے میں یہ نرالا اعتراض کیوں اٹھا رہے ہیں پہلے کون سا نبی ایسا ہے جو کھانا نہ کھاتا ہو اور بازاروں میں نہ چلتا پھرتا ہو ؟ اور تو اور خود عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جن کو عیسائیوں نے خدا کا بیٹا بنا رکھا ہے (اور جن کا مجسمہ کفار مکہ نے بھی کعبہ میں رکھ چھوڑا تھا) انجیلوں کے اپنے بیان کے مطابق کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے۔ (۲۵)

مفسر قرآن شبیر احمد عثمانی منکرینِ نبوت کے اعتراضات کے حوالے سے لکھتے ہیں :

"اگر فرشتوں کی فوج نہیں تو کم از کم خدا کا ایک آدھ فرشتہ ان کو سچا ثابت کرنے اور رعب جمانے کے لئے ساتھ رہتا جسے دیکھ کر خواہ مخواہ لوگوں کو جھکنا پڑتا۔ جتنے پیغمبر دنیا میں آئے سب آدمی تھے۔ آدمیوں کی طرح کھاتے پیتے اور معاشی ضروریات کے لئے بازار بھی جاتے تھے۔ ان کو فرشتہ بنا کر نہیں بھیجا جو کھانے پینے اور حوائج بشریہ سے مستغنی ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے لئے بازاروں میں پھرنا شانِ تقدس اور بزرگی کے منافی نہیں بلکہ اگر بازار نہ جانے کا منشا کبر و خود بینی ہو تو یہ بزرگی کے خلاف ہے"۔ (۲۶)

معروف مفسر ابن کثیر رسالت و بشریت کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"یقول تعالیٰ وکما أرسلنا ك یا محمد رسولا بشریا کذالک قد بعثنا المرسلین قبلک مبشرا یاکلون الطعام و یمشونْ فی الا سواق و یأتون الزوجات ویولد لهم و جعلنا لهم أزواجا و ذریة و قدقال تعالیٰ لأشرف الرسل و خاتمهم" ۔﴿قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی﴾"(۲۷)

"اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ جیسے ہم نے تمہیں انسانی رسول بنا کر مبعوث کیا اسی طرح آپ سے پہلے بھی بشر ہی رسول بنا کر بھیجے وہ کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اور وہ اپنی زوجات کے پاس بھی جاتے ان کی آل و اولاد بھی ہوتی ہم نے ان کو بیویاں اور اولاد دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اشرف الرسل اور خاتم الانبیاء سے فرمایا۔ کہیے کہ میں تم جیسا ایک انسان ہوں

میری طرف وحی کی جاتی ہے"۔(۲۸)

محمود بن عمر زمخشری منکرین کے اس اعتراض کا جائزہ لیتے ہوئے فرماتے ہیں :

"کانو یعیبون با لزواج والاولاد ، کما کانو یقولون: ما لھٰذا الرسول یأکل۔ و قیل کان قبلہ بشر ا مثلہ ذوی ازواج و ذریۃ"(۲۹)

"یہ لوگ آپؐ کی عیب جوئی کرتے ہوئے کہتے کہ یہ شادیاں کرتے ہیں اور ان کی آل واولاد بھی ہوتی ہے۔ یہ بھی کہا کرتے رسول کا کیا معاملہ ہے کہ یہ تو کھانا بھی کھاتا ہے۔ ان کو یہ سمجھائی گئی اور یاد دلایا گیا کہ آپؐ سے پہلے کے رسول بھی ازواج واولاد رکھنے والے بشر ہی تھے"۔

فخر الدین رازی منکرین نبوت کے اعتراضات کا مفصل جائزہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ان کا ایک اعتراض یہ ہے کہ رسول کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ کار رسالت کے لئے کوئی فرشتہ کیوں نہ مبعوث ہوا؟ رسول کریم ﷺ پر یہ اعتراض بھی وارد کیا آپ نکاح کرتے ہیں آپ کی ازدواجی زندگی ان کے تصور نبوت کے خلاف تھی"۔

"عا بو ا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرۃ الزوجات و قالوالو کا ن رسولا من عندا للہ لما کان مشغلابأمر النساء بل کان معرضا عنھن مشغلاً با لنسک و الزھد۔ فا جاب اللہ تعالیٰ عنہ"۔ ﴿ولقدأرسلنا رسلا من قبلک و جعلنا لھم ازواجاو ذریۃ﴾(۳۰)

ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجات کے سلسلے میں عیب جوئی کی ان کا خیال تھا کہ اگر آپ واقعی اللہ کے رسول ﷺ ہوتے تو گھر بار کی مصروفیت کے بجائے، عبادت وریاضت میں مشغول رہتے۔ منکرین و معترضین کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا"۔

حواشی

۱۔ ابرہیم ۱۴: ۱۱

۲۔ علم الکلام، الکلام (شبلی) ص ۲۵۳

۳۔ الاسراء ۱۷: ۹۶

۴۔ یونس ۱۰: ۲

۵۔ التغابن ۶۴: ۶

۶۔ المئومنون ۲۳: ۴۷

۷۔ ابراہیم ۱۴: ۱۰

۸۔ ایمان اور زندگی ص ۳۴

۹۔ ابراہیم ۱۴: ۱۱

۱۰۔ اسلامی نظریہ حیات ص ۲۲۲

۱۱۔ الکھف ۱۸: ۱۱۰

۱۲۔ بنی اسرائیل ۱۷: ۹۵

۱۳۔ اسلامی نظریہ حیات ص ۲۲۳

۱۴۔ تفسیر المراغی ۱۵: ۹۶

۱۵۔ الانعام ۶: ۹

۱۶۔ آلِ عمران ۳: ۱۶۴

۱۷۔ التوبہ ۹: ۱۲۸

۱۸۔ البقرۃ ۲: ۱۵۱

۱۹۔ سیرت سرورعالم ۱/ ۳۱۱، ۳۱۳، تفہیم القرآن ۲/ ۶۴۴

۲۰۔ الفرقان ۲۵: ۷

۲۱۔ الانبیاء ۲۱: ۳

۲۲۔ الرعد ۱۳: ۳۸

۲۳۔ تفہیم القرآن ۲/ ۴۶۴

۲۴۔ الفرقان ۲۵: ۲۰، سیرت سرورعالم ۱/ ۳۲۲

۲۵۔ الانبیاء ۲۱: ۷، ۸

۲۶۔ تفہیم القرآن ۳/ ۴۴۴

۲۷۔ تفسیر عثمانی ص ۴۸۱: ۴۸۲، سیرت سرورعالم ۱/ ۳۲۵

۲۸۔ تفسیر ابن کثیر ۲/ ۵۱۸

۲۹۔ الکشاف ۲/ ۴۱۶

۳۰۔ مفاتیح الغیب ۱۹/ ۶۲، تفسیر، الرعد ۱۳: ۳۸

مصادر و مراجع

۱۔ ابن کثیر، اسماعیل عماد الدین، حافظ۔ تفسیر القرآن العظیم مکتبۃ الاستقامۃ القاهرة 1956ء

۲۔ خورشید احمد، پروفیسر۔ اسلامی نظریہ حیات، شعبہ تصنیف و تالیف۔ جامعہ کراچی 1982ء

۳۔ رازی، فخر الدین محمد بن عمر۔ مفاتیح الغیب، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء

۴۔ زمخشری، محمود بن عمر۔ الکشاف مطبعۃ الاستقامۃ القاهرة 1953ء

۵۔ شبلی نعمانی، علم الکلام اور الکلام، نفیس اکیڈمی، کراچی 1979ء

۶۔ عثمانی، شبیر احمد۔ تفسیر عثمانی، سعودیہ عربیہ 1979ء

۷۔ القرضاوی، یوسف اردو ترجمہ عبد الحمید صدیقی، ایمان اور زندگی اسلامک پبلشنگ ہاؤس، لاہور 1976ء

۸۔ المراغی، احمد مصطفےٰ۔ تفسیر المراغی، مطبعۃ البابی الحلبی مصر 1946ء

۹۔ مودودی، ابو الاعلیٰ، سید۔ تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور 1994ء

۱۰۔ مودودی، ابو الاعلیٰ، سید۔ تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور 1974ء

OOO

ایک سبق جو میں نے تاریخ اسلام سے سیکھا ہے' یہ ہے کہ آڑے وقتوں میں اسلام ہی نے مسلمانوں کی زندگی کو قائم رکھا' مسلمانوں نے اسلام کی حفاظت نہیں کی۔ اگر آج آپ اپنی نگاہیں پھر اسلام پر جمادیں اور اس کے زندگی بخش تخیل سے متاثر ہوں تو آپ کی منتشر اور پراگندہ قوتیں از سر نو جمع ہو جائیں گی اور آپ کا وجود ہلاکت و بربادی سے محفوظ ہو جائے گا۔ قرآن مجید کی ایک نہایت معنی خیز آیت یہ ہے کہ ہمارے نزدیک ایک پوری ملت کی موت و حیات کا سوال ایسا ہی ہے جیسے ایک نفس واحد کا۔ پھر کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم مسلمان جو بجا طور پر دعویٰ کر سکتے ہیں کہ یہ ہمیں تھے جو سب سے پہلے انسانیت کے اس بلند و ارفع تصور پر عمل پیرا ہوئے ایک نفس واحد کی طرح زندہ رہیں۔

علامہ اقبال۔ خطبہ الہ آباد

۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء